Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

Importance of the Labor & Hard Work and Immage of the Labor in the Context of Islamic Perspectives

محنت و مزدوری کی اہمیت اور مزدور کا تصور، اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ

Qari Awais Idrees Al-Asim
Dr. Muhammad Akram Hureri*
Nasrullah Khalid
Teacher at Al Madrasa tul Alia Tajveed ul Quran Shairanwala gate Lahore at- Avish766@gmail.com
Visiting Faculty, The Knowledge International University KSA; Ex-Research Associate, Malaya University, Malaysia; Faculty at Directorate of Edu. PWWF Lahore/Corresponding Author at- mahurary@gmail.com
Professor and Investigator, International Qur'an Understand Association Multan, PHD Scholar Arabic Department BZU Multan at- islam.imam114@gmail.com

Citation: Qari Awais Idrees Al-Asim, Dr. Muhammad Akram Hureri*, & Nasrullah Khalid. (2024). Importance of the Labor & Hard Work and Immage of the Labor in the Context of Islamic Perspectives: محنت و مزدوری کی اہمیت اور مزدور کا تصور، اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ. *Al-Qirtas*, 3(3), 179-191. Retrieved from https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas/article/view/345

Abstract:

Islam is the only religion in the world, which not only glorified the labor, but also defined the rights of workers. According to the Islamic theory of labor, every individual is responsible for participating in the economic struggle. Every person can adopt any halal and legitimate profession. Islam has always recognized the supremacy of the rights of the collective and the whole society over the individual interests. Islam always talks about the rights of workers, cultivators and common laborers against the powerful and dominant classes. Islam discourages feudalism, capitalism, and class supremacy is evident from the lives of the Holy Prophet (PBUH), Companions of the Holy Prophet, Saints and the predecessors. Islam appreciates the hard workers and laborers, and treats them with respect. In this article, we will discuss research based study regarding the labor, economics and the wealthy state. We will also find the labor rights in the context of Islamic perspectives. We will try to investigate the importance of connection between labor and economics, and how we can get satisfaction in our life after paying the rights of labors.

Keyword: Islam, labors, rights, hard work, economics.

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

اجتماعی و معاشرتی زندگی میں نظام چلانے کے لئے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اشیاء اور صلاحیتوں کا تبادلہ کرنا ناگزیر ہے۔ اِس لئے کہ ہر آدمی اپنی تمام ضروریات ازخود کسی بھی طرح پوری نہیں کر سکتا بلکہ اسے کئی چیزوں کے پورا کرنے میں دوسرے لوگوں کی حاجت پڑتی ہے اور وہ دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ چنانچہ شروع زمانے میں لوگوں میں تبادلے کا یہ طریقہ رائج تھا کہ وہ آپس میں چیزوں اور صلاحیتوں کا باہم تبادلہ کر لیا کرتے تھے تو اُن کا نظام چل جاتا تھا، مثلاً مکھن دے دیا اور اُس کے بدلے گندم لے لی، انڈے دے دیئے اور اُن کے بدلے اخروٹ لے لئے، دکانداری زیادہ تر گندم اور مونجی پر چلتی تھی کہ دکان پر مونجی دے دی اور اُس کے بدلے دال لے لی، باجرہ دے دیا اور اُس کے بدلے مولیاں لے لیں، گندم دے دی اور اُس کے بدلے گڑ لے لیا وغیرہ۔ اب بھی دُور دراز کے دیہات میں کوئی ایک چیز دے کر اُس کے بدلے میں دوسری چیز لینے کا طریقہ رائج ہے، اسی طرح پیسے دے کر کوئی چیز حاصل کرنا بھی تجارت ہے، کیونکہ پیسے بھی مطلوبہ چیز کی نمائندگی کرتے ہیں۔ دوسری صورت یہ کہ اگر ایک شخص کو کسی چیز کی ضرورت ہے اور اُس کے پاس اس کے عوض دینے کے لیے کوئی چیز یا پیسے نہیں ہیں تو وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کوئی خدمت و محنت کر کے اس کے عوض کوئی چیز لے لے تو اُس کے اِس عمل کو مزدوری شمار کیا جاتا ہے۔ جیسے گندم کی کٹائی کرنا اور اُس کے بدلے میں گندم لینا، پتھر وغیرہ توڑنا اور اُس کے بدلے میں پیسے وصول کرنا وغیرہ، یہ مزدوری کہلاتا ہے اور اب تقریباً ساری دُنیا کا دارومدار اسی طریقہ کار پر ہے۔

آج دنیا میں معاشرتی بے چینی کی گہری جڑیں دنیا پر مسلط اقتصادی نظام میں پائی جاتی ہیں۔ جس کی بنیاد ہی مزدوروں، کاشت کاروں اور کمزور طبقات کے استحصال پر ہے۔ مزدوروں کے حقوق کی جدوجہد کو عموماً شکاگو کے مزدوروں کے احتجاج سے جوڑا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام نے بہت پہلے مزدوروں کے حقوق کے لیے آواز اٹھائی ہے۔ اسلام نے فرد کے انفرادی مفادات کے مقابلے میں ہمیشہ اجتماع اور پورے معاشرے کے حقوق کی بالادستی کو تسلیم کیا ہے۔ طاقت ور اور بالادست طبقات کے مقابلے میں اسلام ہمیشہ مزدوروں، کاشت کاروں اور عام محنت کشوں کے حقوق کی بات کرتا ہے۔ جاگیرداری، سرمایہ داری اور طبقاتی بالادستی کی جس طرح حوصلہ شکنی اسلام نے کی ہے، وہ حضور اکرم، جماعت صحابہؓ، صوفیا اور اسلاف کی زندگیوں سے نمایاں ہے۔ اسلام دنیا کے تمام مذاہب میں وہ واحد مذہب ہے، جس نے کسب حلال کے لیے محنت کو نہ صرف عظمت بخشی، بلکہ محنت کشوں کے حقوق متعین کیے۔ اسلامی نظریۂ محنت کے تحت ہر فرد معاشی جدوجہد میں حصہ لینے کا ذمے دار ہے' اور ہر شخص ہر حلال اور جائز پیشہ اپنا سکتا ہے۔ پیشوں کے انتخاب میں کوئی پابندی نہیں، سوائے ان کے جو شرعی طور پر ممنوع ہوں، ہر وہ شخص جو شرعی حدود میں رہ کر محنت کرتا ہے اسلام اسے عظمت عطا کرتا ہے۔ اسلام محنت اور محنت کشی کو سراہتے ہوئے محنت کشوں اور مزدوروں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

دنیا میں محنت اور سرمائے کی کشمکش چلی آ رہی ہے۔ ایک طبقے کے نزدیک محنت اصل ہے اور اس کے مقابلے میں سرمایا ہے تو قیر ہے دوسرے طبقے کے نزدیک سرمایا اصل ہے اور محنت ثانوی چیز ہے ان کے نزدیک سرمایہ ہے تو آپ جسمانی محنت اور ذہنی قابلیت سمیت ہر چیز خرید سکتے ہیں وہ سرمائے ہی کو قوت و طاقت کا مرکز سمجھتے ہیں اور المیہ یہ ہے کہ اس وقت سرمایادارانہ نظام کو دنیا میں غلبہ حاصل ہے اور اس کے مقابلے میں تمام اصول

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

اور اقدار بے توقیر ہیں۔ اسلام توسط واعتدال کا دین ہے اسلام کے نزدیک سرمایا سب کچھ نہیں ہے، لیکن اپنی جگہ اس کی اہمیت ہے اور اسی لیے اسلام میں مالی عبادات جن میں فرائض وواجبات اور نفلی صدقات سمیت انفاق فی سبیل اللہ کے تمام شعبے اور تقسیم وراثت کا نظام شامل ہے، چند ہاتھوں میں دولت کا ارتکاز اسلام کے نزدیک ناپسندیدہ اور دین کی حکمت کے منافی ہے۔ آج ماضی کی غلامی اپنی اصل شکل میں تو موجود نہیں ہے، لیکن سرمایہ داری کے غلبے نے قوموں اور ملکوں کو غلامی کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ اسلام محنت کو عظمت دیتا ہے اور محنت کش کو تکریم عطا کرتا ہے۔

محنت کی عظمت:

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ جاں فشانی' محنت ومشقت' سعی وکوشش کے بغیر کوئی بھی کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ ترقی کی منازل طے کرنے کے لیے محنت وسعی لازم ہے۔ اگر ہم اپنے ماضی پر روشنی ڈالیں، یہ حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام جہاں اللہ تعالی کا پیغام پہنچانے کی ذمے داریاں مکمل طور سے ادا فرماتے اور رسالت کی تبلیغ فرماتے وہاں دنیوی اعتبار سے بھی ان کی محنت' سعی اور کوشش کی واضح مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ما اكل احد طعاما قط، خيرا من ان ياكل من عمل يده، وإن نبي الله داود عليه السلام، كان ياكل من عمل يده"[1]

"کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر طعام نہیں کھایا اور بے شک اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔"

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

"ان داود النبي عليه السلام، كان لا ياكل إلا من عمل يده"[2]

"اللہ تعالی کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص تیزی کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ صحابہ کرام نے اسے دیکھا تو انہیں تعجب ہوا عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر یہ ایسی ہمت وتیزی اللہ کی راہ میں دکھاتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح؛ کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعمله بیده، حدیث:2072، دار ابن کثیر بیروت، الطبعة الأولى 1423

[2] البخاری، حدیث:2073، ایضا

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

"إن كان خرج يسعى على ولده صغار فهو في سبيل الله، وإن كان خرج يسعى على أبوين شيخين كبيرين فهو في سبيل الله، وإن كان خرج يسعى على نفسه يعفها فهو في سبيل الله، وإن كان خرج يسعى رياء ومفاخرة فهو في سبيل الشيطان"[3]

"اگر وہ اپنے عیال یا بوڑھے والدین کے لیے روزی کمانے نکلا ہے تو اللہ کی راہ میں ہے، اگر یہ کوشش اس لیے ہے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے تب بھی اللہ کی راہ میں ہے، اگر ریاکاری اور دوسروں پر فخر کیلئے نکلا ہے تو شیطان کے راستے میں ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے اپنی اولاد اور والدین کے لیے محنت کرنے والے کے فعل کو فی سبیل اللہ یعنی جہاد کے برابر قرار دیا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ مدینے میں لوہار کا کام کرتے تھے۔ ہتھوڑا چلاتے چلاتے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سیاہ اور کھردرے ہو گئے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس آئے، سعد نے ان کا استقبال کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے مصافحہ کیا تو دریافت فرمایا: "تمہارے ہاتھوں میں یہ نشانات کیسے ہیں؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے اہل وعیال کے لیے روزی کماتا ہوں' اس لیے ہاتھوں کا یہ حال ہوا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا: " ایسے ہاتھ کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی"[4]

بظاہر یہ روایت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے محنت کی عظمت کو تسلیم کرنے کا ایک دلکش اظہار ہے، اس میں معنوی اعتبار سے کوئی خرابی بھی نہیں ہے، لیکن یہ آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، محدثین کرام نے اسے موضوع کہا ہے، اس لیے اسے بیان نہیں کرنا چاہیے۔ خطباء اور کالم نگارا سے بیان کرتے رہتے ہیں۔ ماضی میں بھی واعظین لوگوں کو نیکی کی طرف راغب کرنے اور برائی سے دور رکھنے کے لیے اس طرح کی روایات گھڑتے تھے، یہ مذموم بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"من كذب علي متعمدا، فليتبوا مقعده من النار"[5]

"جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔"

یہ بہت بڑی وعید ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی بات منسوب کر کے بیان کرنے سے پہلے اس کی تحقیق کرنی چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[3] المنذري، الامام الحافظ عبدالعظيم بن عبدالقوى، الترغيب والتريب؛ كتاب البيوع، الترغيب فى الاكتساب بالبيع وغير، حديث: 2468، مكتب المعارف للنشر والتوزيع الرياض، الطبع الاولى 1464

[4] الجزرى، ابن الاثير، عز الدين ابى الحسن على بن محمد، اسد الغابۃ فى معرفۃ الصحابۃ، ج: 2 ص: 420، دارالكتب العلميۃ بيروت، الطبعۃ الثانيۃ 1424

[5] القشيرى، الصحيح لإمام مسلم بن الحجاج، ت: محمد فؤاد عبدالباقى؛ المقدمۃ، باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ، حديث:3، دار احياء الكتب العربيۃ، الطبعۃ الأولى 1412

"كفى بالمرء كذبا، ان يحدث بكل ما سمع"[6]

" آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کرتا پھرے۔"

نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کا اسوہ:

حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے۔ سیدنا نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے اور انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کشتی بنائی۔ حضرت داؤد علیہ السلام لوہے کا کام کرتے تھے۔ آپ لوہے سے زرہیں اور دیگر سامانِ جنگ بناتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اجرت پر دس سال حضرت شعیب علیہ السلام کے ہاں خدمت گزاری کی۔ حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے بنتے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کپڑے سیتے تھے۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام راج گیری کا کام جانتے تھے۔ باپ بیٹے نے مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دس سال تک بکریاں چرائیں۔

انبیائے کرام علیہم السلام نے مختلف پیشے اختیار کر کے حرفت کو تکریم عطا کی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ[7]

"اور ہم نے داؤد کو تمہارے لیے زرہ سازی کا فن سکھایا، تاکہ تمہیں جنگ کی اذیت سے بچائے۔"

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

"قتادہ نے کہا: سب سے پہلے جس نے زرہ بنائی وہ حضرت داؤد علیہ السلام ہیں (جدید اصطلاح میں اس کا نام بلٹ پروف جیکٹ اور ہیلمٹ ہے) اس سے پہلے فولاد کے پتروں کو لوگ ڈھال کے طور پر استعمال کرتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے لوہے کے حلقے (چھلے) بنائے اور ان کو جوڑ کر قمیص تیار کر لی۔ حسن نے ذکر کیا: لقمان حکیم حضرت داؤد علیہ السلام سے ملنے گئے وہ اس وقت زرہ بنا رہے تھے، انہوں نے پوچھنا چاہا لیکن خاموش رہے، حتیٰ کہ حضرت داؤد علیہ السلام قمیص بنا کر فارغ ہو گئے، تب انہوں نے کہا: خاموش رہنا حکمت ہے اور کم لوگ اسے اختیار کرتے ہیں۔ مفسرین نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے لوہے کو نرم فرما دیا تھا اور وہ اس کو آگ سے پگھلائے بغیر دھاگے کی طرح اس سے زرہ بنا لیتے تھے۔"[8]

علامہ قرطبیؒ رقم طراز ہیں:

---

[6] القشيرى، الصحيح لإمام مسلم بن الحجاج، ت: محمد فؤاد عبدالباقى؛ المقدمه، باب النهى عن الحديث بكل ما سمع ، حديث:5، دار احياء الكتب العربية، الطبعة الأولى 1412

[7] القرآن، الانبياء:80

[8] الرازى، محمدفخر الدين، التفسير الكبيرو مفاتيح الغيب، جز : 22 ص : 200، دار الفكر بيروت، الطبع الاولى 1401

"یہ آیت حصولِ معاش کیلئے صنعت کاریگری اور حرفت کی اصل ہے۔ بعض جاہل غبی اور متکبر لوگ بعض پیشوں کو حقیر، خسیس اور گھٹیا سمجھتے ہیں؛ حالانکہ اسباب صنعتوں اور پیشوں کو اختیار کرنا اللہ تعالی کا سکھایا ہوا طریقہ ہے۔ سو جو شخص کسی پیشے سے وابستہ ہے وہ درحقیقت کتاب وسنت پر عامل ہے۔"[9]

مزید لکھتے ہیں: "حضرت آدم علیہ السلام کاشت کاری کرتے تھے، حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی تھے، حضرت لقمان درزی تھے، حضرت طالوت رنگریز (کپڑے رنگتے) تھے۔"[10]

نبی کریم ﷺ نے تجارت بھی کی اور بکریاں بھی چرائیں، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"ما بعث الله نبيا إلا رعى الغنم، فقال اصحابه: وانت؟ فقال: نعم، كنت ارعاها على قراريط لاهل مكة"[11]

"اللہ نے جو بھی نبی بھیجا، انہوں نے بکریاں چرائیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ نے بھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں چند قیراط کے عوض اہلِ مکہ کی بکریاں چراتا تھا۔"

انبیائے کرام علیہم السلام کا بکریاں چرانا امت کی نگہبانی کی تربیت کے لیے تھا اور نبی کریم ﷺ کا اس کا اظہار فرمانا، اللہ تعالی کے حضور تواضع کے طور پر تھا۔ حالانکہ اللہ تعالی کے نزدیک آپ سے بڑھ کر کوئی اور مکرم نہیں ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ[12]

"حضرت شعیب نے (حضرت موسیٰ سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح اس مہر پر آپ کے ساتھ کر دوں کہ آپ آٹھ سال میری ملازمت کریں گے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ یا دس سال تک حضرت شعیب علیہ السلام کی مزدوری کی اور اُن کی بکریاں چرائیں۔ علامہ غلام رسول سعیدی نے لکھا ہے:

---

[9] القرطبی، أبی عبداللہ محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن، ت: د. عبداللہ بن عبدالمحسن القرطبی، ج:14 ص:254، مؤسسہ الرسالہ، الطبع الاولی 1427

[10] القرطبی، ایضا

[11] البخاری، حدیث:2262، ایضا

[12] القرآن، القصص:27

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

''آج کل جو شخص پھیری لگا کر کندھے پر گٹھڑی رکھ کر کپڑا بیچتا ہو، لوگ اس کو گھٹیا خیال کرتے ہیں، مگر حضرت ابو بکر یہی کام کرتے تھے۔ امام احمد بن عمر الخصاف (المتوفی 261ھ) بہت بڑے فقیہ اور عابد و زاہد تھے، ان کی فقہ میں تصانیف ہیں، عربی میں ''خصاف'' موچی کو کہتے ہیں، یہ جوتیوں کی مرمت کرتے تھے۔ علامہ احمد بن محمد القدوری (المتوفی 428ھ) بہت بڑے فقیہ تھے۔ ان کی کتاب ''مختصر القدوری'' بہت عظیم کتاب ہے اور درس نظامی میں شامل ہے۔ ''قدوری'' عربی میں مٹی کی ہنڈیا بیچنے والے کو کہتے ہیں۔ علامہ محمود بن احمد الحصیری (المتوفی 546ھ) ایک فقیہ ہیں، عربی میں ''حصیری'' اس شخص کو کہتے ہیں کہ چٹائی بناتا ہو۔ امام ابو بکر بن علی الحدادی (المتوفی 800ھ) بہت بڑے عالم تھے، انہوں نے مختصر القدوری کی شرح لکھی ہے، عربی میں ''حداد'' لوہار کو کہتے ہیں۔''[13]

آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں عرب کے بادیہ نشینوں نے محنت و جدوجہد کو اپنایا تو وہ صحرائے عرب سے اٹھ کر ایک عالم پر چھا گئے اور دنیا کے ہر شعبے میں چاہے وہ عبادات ہوں' معاملات ہوں' معیشت ہو یا معاشرت' سائنس ہو یا شعر و ادب، غرض اپنی محنت و جاں فشانی سے بحر و بر مسخر کر لیے اور پوری دنیا میں ہدایت و علم کی روشنی پھیلانے کا ذریعہ بنے۔ آپ ﷺ کے فرامین اور عملی زندگی سے ہمیں عمل پیہم' محنت و مشقت اور جان فشانی کی تلقین ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے بچپن میں بکریاں چرائیں' بعثت سے پہلے باقاعدہ تجارت کی اور تجارت کی غرض سے طویل اسفار بھی کیے۔ بیت اللہ کی تعمیر میں حصہ لیا' رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد مسجد قبا اور مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر میں حصہ لیا اور صحابہ کے ساتھ مزدوروں کی طرح کام کیا' غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کھودنے میں بہ نفس نفیس شریک ہوئے۔

آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا یہ پہلو تاریخ ساز اہمیت کا حامل ہے کہ آپ ﷺ اپنے ہاتھوں سے کپڑوں میں پیوند لگا لیتے تھے۔ آپ ﷺ اپنی جوتیوں کی خود مرمت فرما لیتے اور سیتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کے ساتھیوں نے بھی کبھی محنت سے جی نہیں چرایا اور کوئی بھی حلال پیشہ اپنانے میں عار نہ سمجھا، بلکہ اپنے عمل سے امت پر یہ ثابت کر دیا کہ عزت و عظمت معاشی جدوجہد میں مضمر ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زمام اقتدار سنبھالنے کے بعد بھی کپڑوں کی گٹھڑی اپنی پیٹھ پر لاد کر مدینے کے گرد و نواح میں کپڑا بیچا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تجارت کیا کرتے تھے۔

حلال روزی کی تلقین:

[13] سعیدی، تبیان القرآن: علامہ غلام رسول، فرید بک سال، اردو بازار لاہور طبع ثالث: شوال 1426/ نومبر 2005ء ج 7 ص: 641،642

http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

اسلام کاسب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ حلال روزی کمانے کو فرض قرار دیا بلکہ اپنے ہاتھ کے محنت کی روزی کو سب سے بہتر اور افضل قرار دے کر مزدوروں اور محنت کشوں کو عزت کا مقام عطا کیا۔احادیث مبارکہ میں حلال طریقے سے کمانے اور مزدوری کرنے کی بے شمار فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إن خير الكسب كسب يدي عامل إذا نصح"[14]

"بہترین کمائی مزدور کے ہاتھ کی کمائی ہے بشرطیکہ کام خلوص اور خیر خواہی سے کرے۔"

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

"يا حكيم من أجل الكسب ما مشت فيه هاتان يعني الرجلين وعمل فيه هاتان يعني اليدين وعرفت فيه هذه يعني الجبين"[15]

"سب سے حلال رزق وہ ہے جس میں دونوں پاؤں چلیں، ہاتھ کام کریں اور پیشانی عرق آلود ہو جائے۔"

مزدوروں کے حقوق:

اسلام نے دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح محنت کا مقام اور محنت کرنے کی ترغیب کے ضمن میں بھی انتہائی عمدہ اور واضح ہدایات جاری کی ہیں جس میں آجر اور اجیر دونوں ہی کے حقوق کی رعایت کا پاس رکھا گیا ہے۔اس حوالے سے ارشادات ربانی ملاحظہ ہوں۔

وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى[16]

"اور یہ کہ انسان کو وہی کچھ ملے گا، جس کی اس نے کوشش کی ہو۔"

ایک مقام پر فرمایا گیا:

وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا[17]

"اور دنیا سے اپنا حصہ لینا نہ بھول۔"

نیز فرمایا گیا:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللهِ وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[18]

---

[14] ابن حنبل ،مسند احمد بن حنبل، مؤسسہ الرسال، الطبع الاولی 1417' ج 2، ص 357، حدیث:8691

[15] الدیلمی، ابی شجاع شیرویہ بن شرداد المذانی، مسندالفردوس،دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبع الاولی 1406، ج 5، ص 414، حدیث:8595

[16] القرآن، النجم:39

[17] القرآن، القصص:77

[18] القرآن، الجمعہ:10

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

"پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرو!"

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ [19]

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ بلکہ آپس کی رضامندی سے تجارت کے ذریعے نفع حاصل کرو!"

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا[20]

"مردوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ [21]

"پس تم اللہ کی بارگاہ سے رزق طلب کیا کرو اور اسی کی عبادت کیا کرو اور اسی کا شکر بجا لایا کرو۔"

محنت کار کا حق اُجرت:

محنت ومزدوری کی فضیلت کو اس حقیقت کی روشنی میں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی محنت ومزدوری کی ہے اور مختلف پیشوں کو اختیار کیا ہے۔ محنت ومزدوری کرنا کوئی عار کی بات نہیں اور نہ ہی کوئی پیشہ حقیر ہے۔ جب اللہ کے ان برگزیدہ بندوں نے اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے اپنی روزی حاصل کی ہے تو اور کسی کی کیا حقیقت ہے کہ مزدوری کرنے والوں کو حقیر سمجھے۔ بعض علاقوں میں مختلف پیشوں سے وابستہ لوگوں کو کمی کمین کہتے ہیں اور انہیں کمتر سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے تضادات کا عالم یہ ہے کہ اگر جفت سازی بہت بڑی صنعت کی حیثیت اختیار کرلے تو یہ سرمائے کی نسبت سے اعزاز قرار پاتا ہے اور مزدور بے توقیر رہتا ہے، آج کی سپنگ اور ٹیکسٹائل ملیں وہی کام کرتی ہیں جو ماضی میں عام مزدور گھروں میں دھاگا کاتنے اور کپڑا بننے کے کام کرتے تھے، مزدور بے توقیر، سپنگ اور ٹیکسٹائل ملوں کے مالکان اعزاز واکرام کے حق دار قرار پاتے ہیں۔ مزدور کی مزدوری بروقت ادا کرنے کی بابت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اعطوا الاجير اجره قبل ان يجف عرقه[22]"

---

[19] القرآن، النساء: 29

[20] القرآن، النساء: 32

[21] القرآن، العنکبوت: 17

[22] القزويني، السنن لابی عبداللہ محمد بن يزيد ابن ماجہ، ت: بشار عواد، كتاب الرهون، باب أجر الأُجراء، حديث: 2443

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

"مزدور کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کیا کرو۔"

اس حدیث مبارکہ میں مزدوروں کے حقِ اُجرت کے حوالے سے رہنمائی دی گئی ہے کہ مزدور جب اپنا کام مکمل کر چکے تو اس کا حق اسے فوری طور پر ادا کر دیا جائے۔اس میں ٹال مٹول کرنا اس کی حق تلفی ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا:

"مطل الغنيّ ظلم"[23]

"مال دار کا ٹال مٹول سے کام لینا، ظلم ہے۔"

اس حوالے سے ایک اور حدیث مبارکہ ہے جس میں آپ ﷺ نے آقاؤں، مالکوں اور کام کرانے والوں کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا ہے کہ :

"هم إخوانكم جعلهم الله تحت ايديكم، فاطعموهم مما تاكلون، والبسوهم مما تلبسون، ولا تكلفوهم ما يغلبهم فإن كلفتموهم فاعينوهم" 24

"مزدور لوگ بھی تمہارے بھائی ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت رکھا ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جس کے ماتحت اس کے (مزدور) بھائی کو رکھا ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اُس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے، اُس کو کسی ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو اس کے لئے دُشوار گزار ہو اور اگر ایسے کام کی ذمہ داری سونپ ہی دے تو پھر اس کی مدد کرے۔"

نبی کریم ﷺ نے اپنے اِس ارشاد میں دو قسم کی باتوں کی تعلیم دی ہے، ایک تو یہ کہ اپنے خادموں اور ملازموں کو بھائی کا درجہ دیا جائے اور دوسرے یہ کہ ان کو ایسی اُجرت دی جائے کہ وہ قریب قریب آجر کے معیار پر زندگی گزار سکیں۔آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس ہدایت پر مکمل عمل کرتے تھے۔یہ حضرات اپنے خادموں اور غلاموں کو وہی کھلاتے تھے جو وہ خود کھاتے تھے اور اُن کو وہی پہناتے تھے جو خود پہنتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور ان کے ایک غلام ایک ہی قسم کی چادر اوڑھے ہوئے تھے، ایک شخص نے عرض کیا: آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ وہ چادر بھی خود اوڑھ لیں تاکہ اس کا جوڑا ہو جائے اور غلام کو کوئی اور چادر دے دیں؟ تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کرتے ہوئے حضور ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کا حوالہ دیا:

"فليطعمه مما ياكل وليلبسه مما يلبس"[25]

"کہ جو خود پہنو، وہی غلام کو پہناؤ!"

---

[23] البخاری،ایضا' کتاب الاستقراض واوداء الدیون ..... الخ، باب مطل الغنی ظلم، حدیث:2400،

[24] القشیری،ایضا، کتاب الأیمان، باب إطعام المملوك مما يأكل، وإلباسه مما يلبس... الخ، حديث:1661

[25] البخاری، کتاب العتق، باب قول النبی ﷺ: العبید اخوانکم فاطعموم مما تاکلون، حدیث:2545

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

اس سے معلوم ہوا کہ مزدوروں اور ملازموں کی اُجرت اس قدر ہونی چاہئے کہ کم از کم خوراک اور پوشاک کے معاملے میں ان کا معیارِ زندگی مالکوں اور آقاؤں کے قریب قریب ہو۔ دوسرے یہ کہ اُجرت کی مقدار اتنی ہونی چاہیے کہ مزدور و خادم اہل وعیال کی اچھی طرح پرورش کر سکے اور اُن کی ضروریاتِ زندگی پوری کر سکے۔ اُجرت کے سلسلے میں اس اُصولی ہدایت کے بعد اسلام نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ اس کی مقدار پہلے ہی واضح کر دی جائے تاکہ ابہام اور شک شبہ باقی نہ رہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اُس وقت تک کسی مزدور سے کام لینے سے منع فرمایا ہے جب تک کہ اس کی اُجرت واضح (طور پر طے) نہ کر دی جائے[26]۔

خود آنحضرت ﷺ کا معمول مبارک یہ تھا کہ جب کسی آدمی سے کوئی مزدوری کرواتے تو اُس کو اُس کی مزدوری کم نہ دیتے تھے۔ چنانچہ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے:

"کان النبي ﷺ یحتجم، ولم یکن یظلم احدا اجره[27]"

"نبی ﷺ نے حجامہ کرایا اور آپ ﷺ کسی کی مزدوری کے معاملے میں کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے۔"

ایک حدیث میں آتا ہے، حضور ﷺ فرماتے ہیں:

قال الله:" ثلاثة أنا خصمهم یوم القیامة، رجل اعطی بي ثم غدر، ورجل باع حُرًا فاكل ثمنه، ورجل استاجر اجیرا فاستوفی منه ولم یعطه اجره"[28]

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں قیامت کے دن "تین شخص ایسے ہیں جن کے خلاف قیامت کے دن میں مدعی ہوں گا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے، جو کسی مزدور کو اُجرت پر رکھے، اس سے پورا کام لے اور اُجرت نہ دے۔"

اسی طرح مزدور کے حسب استطاعت ہی اس پر کام کا بوجھ ڈالا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"للمملوك طعامه وکسوته ولا یكلف من العمل إلا ما یطیق"[29]

"ملازم کو ایسے کام پر مجبور نہ کیا جائے، جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔"

---

[26] البیقی، ابی بکر احمد ابن الحسین، السنن الکبریٰ، کتاب الإ جار، باب لاتجوز الإ جار حتی تکون معلوم، وتکون الأجر معلومه: 11761

[27] البخاری، کتاب الإجار، باب خراج الحجام، حدیث: 2280

[28] ایضا، کتاب البیوع، باب إثم من باع حُرًا، حدیث: 2227

[29] القشیری، باب إطعام المملوك مما یأكل، وإلباسه مما یلبس... الخ، حدیث: 1662

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

خطبہ حجۃالوداع میں بھی آپ نے یہی بات ارشاد فرمائی[30]۔

ابو مسعود بیان کرتے ہیں:

"كنت اضرب غلاما لي بالسوط، فسمعت صوتا من خلفي اعلم ابا مسعود فلم افهم الصوت من الغضب، قال: فلما دنا مني إذا هو رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا هو، يقول: اعلم ابا مسعود اعلم ابا مسعود، قال: فالقيت السوط من يدي، فقال: اعلم ابا مسعود ان الله اقدر عليك منك على هذا الغلام، فقلت: لا اضرب مملوكا بعده ابدا"[31]

''میں اپنے غلام کو کوڑے سے مارے جا رہا تھا، میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی لیکن میں غصے کے سبب آواز کو سمجھ نہ سکا جب آواز میرے قریب آئی (اور میں نے پلٹ کر دیکھا) تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے میں نے کوڑا زمین پر رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: " ابو مسعود! جتنا اختیار تمہیں اس غلام پر ہے اس سے زیادہ اختیار اللہ تعالیٰ کو تم پر ہے۔ میں نے عرض کیا: آج کے بعد میں کبھی غلام کو نہیں ماروں گا۔''

خلاصہ

اسلام نے جہاں مساکین، مستضعفین، ضرورت مندوں اور محتاجوں کی کفالت پر مبنی نظام قائم کرنے کی دعوت دی ہے، وہاں اس نے دولت مندوں کو زجر و توبیخ کی ہے اور اپنی دولت میں مسکینوں اور غریبوں کو شامل کرنے کے تہدیدی احکامات بھی دیئے ہیں۔ آپ ﷺ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ کی زبان پر کمزوروں کے حقوق کی حفاظت کی تلقین تھی۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد دنیا سے قیصر و کسریٰ کے ظالمانہ نظاموں کا خاتمہ تھا، تاکہ انسانیت ان کے معاشی استحصال اور سیاسی جبر سے آزاد ہو۔ اسلام نے انسانوں کے بنیادی حقوق اور مزدوروں کے اقتصادی اور معاشی مسئلے کو محنت کی عظمت اور عدل کی ضرورت و اہمیت کے تناظر میں حل کیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان امور کا محض وعظ ہی نہیں کہا، بلکہ ایک ایسا عملی نظام بھی تشکیل دیا، جو تمام انسانوں کو بلا تفریق رنگ، نسل اور مذہب ان چیزوں کے مہیا کرنے کے لیے عملی کردار ادا کرے۔ ہمارے معاشرے میں یوں تو ہر طبقے کے لوگ گوناں گوں مسائل سے دوچار ہیں لیکن ''بندہ مزدور'' کے اوقات تو سب سے تلخ ہیں۔ جس کے دم قدم سے آج دنیا کی ساری بہاریں ہیں اور اُس کی رونقیں آباد ہیں، جگمگاتے شہر، بلند و بالا عمارتیں، صاف شفاف سڑکیں، خوب صورت باغ، لہلہاتے کھیت، بل کھاتی ندیاں اور نجانے دُنیا کی کتنی ہی ایسی پُر رونق اور دلکش چیزیں ہیں جو ان مزدوروں ہی کے خون پسینہ کی مرہونِ منت ہیں، لیکن ستم ظریفی ملاحظہ فرمایئے کہ معاشی خوش حالی اور اُس کی ترقی میں مزدوروں کا حصہ انتہائی معمولی ہے حالانکہ وہ اِس کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ان رُوشن اور واضح ہدایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں مزدوروں کو ایک انتہائی اونچا اور افضل مقام حاصل ہے، جس کی حیثیت معاشرے کے دیگر پیشوں سے

[30] ملاحظہ ہو: ایضاً کتاب الحج، باب حج النبی ﷺ، حدیث:1218

[31] ایضاً کتاب الأیمان، باب صحبہ الممالیک، وکفار من لطم عبد، حدیث:1659

http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

کسی بھی طرح کم نہیں ہے۔اسلام انسانوں کوان کے بنیادی حقوق سے محروم نہیں دیکھنا چاہتا۔آج ہماری فلاح اسی میں ہے کہ ہم اسلام کے دیے ہوئے نظامِ حیات کو بطورِ سسٹم اور نظام کے غالب کرنے کی حکمت عملی اپنائیں۔تاکہ ہم انسانوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کر کے ان کی حقیقی خدمت سر انجام دے کر رضائے الٰہی حاصل کر سکیں۔محنت کی عظمت اور محنت کشوں کے حقوق سے متعلق اسلامی تعلیمات بالکل واضح ہیں۔اسلام نے محنت کی عظمت ہی کو دنیااور آخرت کی ترقی اور کامیابی کاذریعہ قرار دیااور سب سے زیادہ محنت کشوں کے حقوق کی اسلام نے پاس داری کی ہے۔آیئے ہم سب مل کر وطن عزیز کی تعمیر کریں، محنت سے جی نہ چرائیں،ایک دوسری کے حقوق کی پاس داری کریں اور پھر سے اسلامی تعلیمات اور اسلامی روایات کو زندہ کریں۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے ماتحت کام کرنے والوں پر رحم وشفقت کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔